

# امام ابن تیمیہ

۱۶۱۶ تا ۱۳۲۸ھ

از جناب عبد الرشید عراقی

امام ابن تیمیہ کی جامع الصفات شخصیت بلاشبہ ملتِ اسلامیہ کے لیے سرمایہٴ صداقت و افتخار ہے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے اسلامی تعلیمات کو خاص کتاب اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد پر پیش کیا۔ وہ تمام آلودگیاں جو یونانی افکار و خیالات کے زیر اثر اسلامی تعلیمات میں رادہ پارہی مٹیں یا عجیبی مذہبیت کی حامل وہ صوفیانہ تعبیرات جو نیکی اور تقدس کا لبادہ اوڑھے ہوئے تھیں امام نے ان سب کی تردید کی اور ان کی حقیقت کو بے نقاب کیا۔

امام ابن تیمیہ کا زمانہ بڑا پر آشوب اور پرانہ واقعات ہے۔ سیاسی، اجتماعی، اخلاقی، علمی اور دینی حیثیت سے یہ دور خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ابن تیمیہ کی اصلاحی جدوجہد اور ان کے علمی و اصلاحی مزاج کو سمجھنے کے لیے اس ماحول کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے جس میں ان کا نشوونما ہوا اور جس میں انہوں نے اپنا تجدیدی و اصلاحی کام انجام دیا۔

امام ابن تیمیہ کون تھے؟ اسلام کی سر بلندی کے لیے آپ نے کیا کیا خدمات سر انجام دیں؟ فضائل و اخلاق میں آپ کا کیا رتبہ تھا؟ اور علامہ شبلی نعمانی نے یہ کیوں فرمایا کہ:-

”اسلام میں سینکڑوں ہزاروں، بلکہ لاکھوں علماء، فضلاء، مجتہدین، ائمہ

لے امام ابن تیمیہ۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برقی۔ مطبوعہ اسلامک پبلسنگ ہاؤس لاہور صفحہ نمبر ۱  
۲۵ تاریخ دعوتِ عربیت از مولانا ابوالحسن علی ندوی جلد دوم مطبوعہ نشریاتِ اسلام کراچی صفحہ نمبر

اور مدبرین گذرے لیکن مجدد یعنی رفارم بہت کم پیدا ہوئے۔

مجدد کے لیے تین شرطیں ضروری ہیں :

۱۔ مذہب یا علم سیاست میں کوئی مفید انقلاب پیدا کر دے۔

۲۔ جو خیال دل میں آیا ہو، کسی کی تقلید سے نہ آیا ہو، بلکہ اجتہاد ہو۔

۳۔ جسمانی مصیبتیں اٹھاتی ہوں، جان پر کھیدا ہو اور سر فروشی کی ہو۔

تیسری شرط اگر ضروری قرار نہ دی جلتے تو امام ابو حنیفہؒ، امام غزالیؒ، امام رازیؒ

شاہ ولی اللہ صاحب اس دائرہ میں آسکتے ہیں۔ لیکن جو شخص رفارم (مجدد) کا اصلی

مصدق ہو سکتا ہے، وہ علامہ ابن تیمیہؒ ہیں۔

مجدد کی اصلی خصوصیتیں جس قدر علامہ کی ذات میں پائی جاتی ہیں، اس کی نظیر

بہت کم مل سکتی ہے۔

علامہ شبلی نعمانیؒ کے بعد مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم و معذور نے جن کی دینی خدمات محتاج تعارف

نہیں ہیں، امام ابن تیمیہؒ کے مناقب اور ان کی مجددانہ کارناموں سے بڑھنے کے علم دوست مسلمانوں

کو روشناس کرایا۔

آٹھویں صدی ہجری کے اوائل میں جب دعوتِ عامۃ امت، تجدیدِ شریعت و احیاء

السنة بعد موتہا و اخفاء البدعة بعد شیوعہا و ارتفاعہا کی روح القدس نے آیت من آیات

اللہ و حجتہ قائمہ من حجج اللہ، شیخ المصلحین و بناء المجددین، سند الکاطین، امام العارفين

وارث الانبیاء و قرة الاولیاء حضرت شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے وجود مبارک میں

ظہور کیا۔ اور عہدِ اخیر کے تمام مساکبِ دعوتِ تجدید کی ریاست و فاتحیت و قطبیت

مرکزیت کا مقام اس مجددِ اعظم کے سپرد کیا گیا۔ دیا ر مصر و شام علمائے کالمین سے مملو

مشغون تھے۔ بڑے بڑے حفاظ و نقادِ علوم اور خواص و اعظم نظرِ اجتہاد موجود تھے۔

جن کے بعد اس درجہ کے لوگ تمام عالمِ اسلامی میں پیدا نہیں ہوئے۔

بایں ہمہ یہ حقیقت سورج کی طرح چمک رہی ہے کہ مقام عزیمتِ دعوت جو مقامِ خاص ہے وہ ان میں سے کسی کے حصے میں نہ آیا۔ وہ صرف شیخ الاسلام ابن تیمیہ ہی کے لیے تھا۔ سب دوسرے کاموں میں رہ گئے۔ لیکن انہوں نے وہ سب کام بھی ان سے بہتر کیے، جو وہ سب کر رہے تھے، اور پھر ان سے بڑھ کر یہ کہ سب کو راہِ عزیمت و دعوت، تشدید و اخیالئے ملت و رفیع اعلامِ سنت و اخارِ بدعت و کشفِ ابرازِ معارفِ مستورہ کتاب و سنت و غوامض و سرائرمعارفِ حکمتِ نبوت و الفجارِ نیامعِ الحکمت من اللسان و البحنان، جہاد فی سبیل اللہ بالسیف و القلم و اللسان میں منزلوں اپنے پیچھے چھوڑ دیا۔ اور علوم و اعمال و ہیئہ و سماویہ کی ان بلند یوں پر تنہا جا کھڑے ہوئے، جہاں ان کے اسحوالِ معاصرین کے وہم و تصور کو بھی بار نہیں۔ حتیٰ کہ خود ان کے معاصرین کو ایک زبان و یک قلم ہو کر اعتراف کرنا پڑا۔ "مَا سَأَيْنَا مِثْلَهُ وَ اِنَّهُ مَا سَأَى مِثْلَهُ" نہ تو ہماری آنکھوں نے اُس کا مثل دیکھا اور نہ خود اس کو اپنا سا کوئی نظر آیا۔

اے تو مجموعہ خوبی سچہ نامت خواتم لہ

شیخ الاسلام کے بارے میں امام شاہ ولی اللہ دہلوی نے ملا محمد معین سندھی حنفی مصنفِ دراسات اللبیب کے سوالات کے جوابات میں لکھا اور شیخ الاسلام پر درج ذیل الفاظ میں تبصرہ فرمایا:

"ہم نے ان (ابن تیمیہ) کے حالات کی خوب تحقیق کی ہے۔ وہ قرآن مجید کے عالم، حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حافظ، دونوں کے لغوی و شرعی معانی کے ماہر، آثارِ سلف کے عارف اور نحو و لغت کے استاد تھے۔ حنبلی مذہب کے اصولاً و فروعاً تنقیح کنندہ محقق، ذہانت میں یکتا، اہل سنت کی طرف سے دفاع کرنے میں تیز طرار، اور فصیح و بلیغ (عمل میں) فسق اور (عقیدہ میں) بدعت کی ان میں کوئی بات

اے تذکرہ مولانا ابوالکلام آزاد مطبوعہ انارکلی کتاب گھر۔ لاہور صفحہ ۱۶۱

نہ تھی۔ چند ایک مسئلوں میں خواہ مخواہ اُن پر سختی کی گئی۔ حالانکہ ان میں کوئی مسئلہ ایسا نہیں، جن میں ان کے پاس قرآن و حدیث اور آثارِ سلف سے دلیل نہ ہو۔  
محی السنۃ والاجاہ نواب صدیق خاں رئیس بھوپال نے اپنی کئی ایک تصانیف میں شیخ الاسلام کا تذکرہ لکھا ہے۔

اور تقصیر میں جو خراجِ تحسین پیش کیا۔

در سلوک شہ نے علیم داشت، حکایات و کرامات و روایات و برکاتِ اُد  
بیش از حضرت۔

اور ایک دوسری جگہ حضرت والاجاہ یوں تعارف پیش کرتے ہیں۔

” مجدد مآثر ہفتہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ و حافظ ابن القیم است و تجدید این  
دو بزرگوار کا رے کہہ کہ مثل آل از سلف و خلف معہود نیست، کتب و فائز اسلام  
تواریخ و سیر از احوال ایشان مشحون است۔“

برصغیر میں شیخ الاسلام کی تصانیف کا تعارف کرانے میں علما نے غزنویہ اہل حدیث (امر تسر)  
کا بڑا حصہ ہے، جیسا کہ مشہور عالم اور محقق مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیف مدظلہ العالی مدبر  
الاعضام فرماتے ہیں۔

” علما نے غزنویہ (امر تسر) کا امراء و علما نے نجد سے تعلق پیدا ہو گیا جس کے نتیجے  
میں ہمارے اُن معارفِ ابن تیمیہ کا مزید ورود ہوا۔ جب کہ نواب صاحب کا ذریعہ

۱۔ مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلوی طبع احمدی صفر ۲۴

۲۔ اتحاف النبلا للنواب صدیق حسن خان القنوجی طبع ۱۲۸۸ھ  
۱۸۶۱ء

۳۔ اسجد العلوم للنواب صدیق حسن خان القنوجی طبع ۱۲۹۹ھ

۴۔ التاج المکمل للنواب صدیق حسن خان القنوجی طبع ۱۲۹۹ھ

۵۔ تقصیر للنواب صدیق حسن خان القنوجی طبع ص ۷۶

۶۔ حج المکر امرتی آثار القیامہ للنواب صدیق حسن خان القنوجی صفر ۱۳۶ - ۱۳۷

علمائے یمن محض۔ یزدگان غزنویہ مولانا محمد صاحب حاشیہ تفسیر جامع البیان مولانا عبد الجبار، مولانا عبدالرحیم، مولانا عبدالواحد رحمہ اللہ تعالیٰ کی توجیہ سے شیخ الاسلام کی بعض تصانیف طبع ہوئیں اور تدریسی طریقے سے آپ کی دعوت توحید اور ذکر و فکر کو عوام تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اس کے ساتھ مصر سے شیخ الاسلام کی تصانیف اور تراجم پر مشتمل کئی کتابیں اور مختلف مجلات میں اہل علم کے مقالات آنے شروع ہو گئے۔ اب تعلیمات ابن تیمیہ پر سے صدیوں سے پڑے ہوئے پردے بڑی حد تک اٹھ گئے۔ حقیقت حال سے تحقیق پسند علماء واقف ہوئے تو علوم ابن تیمیہ کی شیدائیت بڑھی۔ اُدھر فارسی کی جانشینی کا شرف اُردو کو حاصل ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُردو ادب کے دو صاحب علم مولانا شبلی نعمانی مرحوم اور مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کو توفیق بخشی کہ انہوں نے اُردو دان طبقے کو شیخ الاسلام سے روشناس کرایا۔

اب آپ شیخ الاسلام کے حالات اور ان کے علمی و دینی کارنامے ملاحظہ فرمائیں۔

نام و نسب و ولادت | احمد نام، عرف ابن تیمیہ، کنیت ابو العباس، لقب تقی الدین۔ سلسلہ نسب یہ ہے:۔ اخذ بن عبد العظیم بن عبد السلام بن عبد اللہ بن المحضر بن محمد بن المحضر بن علی بن عبد اللہ تیمیہ آپ کے دادا محمد بن خضر کی والدہ محققین۔ یہ خاتون بہت بڑی عالمہ اور فاضلہ تھیں۔ اسی لیے یہ سارا خاندان ان کی طرف منسوب ہو گیا۔

اس کی تائید حافظ ابن کثیر نے بھی کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ”تیمیہ، امام موصوف کی دور کی ایک داوی کا نام ہے۔“

۱۔ حیات ابن تیمیہ البوزہرہ مصری (اُردو) مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ لاہور صفحہ ۸

۲۔ الکوکب الدریہ۔ شیخ مرعی بن الکریمی الجنبلی صفحہ ۱۲۹

۳۔ الرد الوافر حافظ ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ناصر الدین الشافعی صفحہ ۱۵۰

۴۔ طبقات الحنابلہ ابن رجب البغدادی۔

۵۔ اختصار علوم الحدیث از حافظ ابن کثیر الدمشقی الشافعی صفحہ ۸۶

آپ کی ولادت ۱۰ ربیع الاول ۶۶۱ھ بمقام حران ہوئی۔ اور اس پر آپ کے تمام سیرت نگار متفق ہیں۔

تعلیل سکونت امام ابن تیمیہ جس دور میں پیدا ہوئے اُس وقت سارا عالم اسلام تاتاریوں کی ہیبت سے لرزہ بر اندام تھا۔ امام ابن تیمیہ نے اپنی زندگی کے ابتدائی ۶ سال حران میں ہی گزارے۔ جب امام نے ساتویں سال میں قدم رکھا تو حران بھی تاتاری حملہ کی زد میں آگیا۔ تاتاریوں کے حملہ کے بعد علم و فضل عزت و آبرو اور جان و مال کے لیے کوئی پناہ کی جگہ نہ تھی۔

آخر مجبور ہو کر ان کا خاندان بھی شرفاء و علماء کے صدمہ خاندانوں کی طرح کسی اسلامی ملک میں پناہ ڈھونڈنے کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ الگ الگ سواری کا بند و بست نہ تھا۔ سب کے سب ایک گاڑی میں بیٹھے۔ کتابیں بھی اسی گاڑی میں رکھ لیں۔ تاتاری بھی تعاقب میں تھے۔ لیکن خدا نے بچا لیا اور گرتے پڑتے دمشق پہنچ گئے۔

تعلیم و تربیت دمشق پہنچنے پر حضرت امام کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع ہوا مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہوا کہ یہ قافلہ جس طرح دمشق پہنچا، حضرت امام نے اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا تھا، اس لیے شروع سے ہی تاتاریوں کے خلاف نفرت آپ کے دل میں نقش ہو گئی۔ استاد ابو زہرہ لکھتے ہیں۔

”خدا کی مدد کے ساتھ یہ قافلہ سلامتی کے ساتھ دمشق پہنچ گیا۔ یہاں پہنچ کر ان لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ خوف و دہشت کے ان لرزہ خیز حوادث کی داستانیں جس کے کافوں میں برابر پڑتی رہی تھیں اور ان زہر گداز حالات کا جس کی آنکھیں مشاہدہ کرتی رہی

۱۔ حیات ابن تیمیہ ابو زہرہ صفحہ ۵۱

امام ابن تیمیہ محمد یوسف کوکن مطبوعہ مدراس صفحہ ۵۵

تاریخ دعوت و عزیمت جلد دوم ص ۳۸

مقالات شبلی جلد پنجم صفحہ ۶۲ امام ابن تیمیہ از برق ص ۶۳

۲۔ تاریخ دعوت و عزیمت جلد دوم صفحہ ۳۸

۳۔ مقالات شبلی جلد پنجم صفحہ ۶۲

تھیں۔ وہ یہی حساس اور نرم عمر لڑکا احمد تقی الدین تھا۔ اس نے تاتاریوں کے غارت گری کے واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے۔ اس نے امن و سکون کی زندگی بسر کرنے والوں کو خوف و دہشت سے نیم جان دیکھا تھا، جو جائے پناہ تلاش کرنے کے لیے ادھر ادھر بھاگے پھر رہے تھے۔ اس نونہال نے اپنے خاندان کی زبوں حالی بھی دیکھی تھی۔ راہ کی دشواریاں، گراں بہا کتب کی بربادی، مال و اسباب کے ضائع ہو جانے کا خوف، اس حساس اور سمجھ دار لڑکے نے اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بچپن ہی میں تاتاریوں سے نفرت کا نقش دل پر بیٹھ گیا۔

ابتدائی تعلیم آپ کی حراں ہی میں شروع ہوئی۔ دمشق آنے کے بعد یا تا عہد تعلیم کے دور کا آغاز ہوا۔ آپ کی تعلیم کی ابتداء دار الحدیث السکریہ میں شروع ہوئی جہاں آپ کے والد عبد الحلیم ابن تیمیہ شیخ الحدیث تھے۔ دار الحدیث السکریہ کے علاوہ مدرسہ الحنبلیہ میں بھی آپ نے تعلیم حاصل کی۔

غیر معمولی حافظ | آپ ایک زبردست قوتِ حافظہ کے مالک تھے۔ ان کے دادا اور والد بھی غیر معمولی حافظہ کے مالک تھے۔ لیکن تقی الدین ابن تیمیہ اپنے پورے خاندان سے سبقت لے گئے۔ اور بچپن ہی میں ان کے عجیب و غریب حافظہ اور سرعتِ حفظ نے علماء اور اساتذہ کو متحیر کر دیا۔ قرآن مجید تو آپ نے بچپن ہی میں حفظ کر لیا تھا۔ امام صاحب کے شوقِ تلاوت کا یہ عالم تھا کہ اپنی زندگی کے دو میں کبھی بھی تلاوت سے ناغہ نہیں کیا۔ چنانچہ جیل میں آپ نے اسی سے زیادہ بار قرآن مجید کو انداؤں تا آخر پڑھا۔<sup>۱۳</sup> آپ کے حافظہ کی شہرت دمشق میں پھیل گئی۔ صاحب الحنفیہ والدریہ فی مناقب ابن تیمیہ امام صاحب کی صفت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

۱۔ حیات ابن تیمیہ البوزہرہ صفحہ ۵۲  
 ۲۔ امام ابن تیمیہ محمد یوسف کوکن صفحہ ۵۶  
 ۳۔ حیات ابن تیمیہ البوزہرہ صفحہ ۵۵ — بحوالہ البدایۃ والنہایۃ ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۳۸  
 شذرات ذہبی جلد ۶ ص ۸۶

”حلب کے ایک مشہور عالم دمشق وارد ہوئے۔ انہوں نے فرمایا میں نے سنا کہ کہ یہاں ایک لڑکا ابن تیمیہ ہے جو غیر معمولی قوتِ حافظہ کا مالک ہے۔ یہاں میں اس کے لیے آیا ہوں کہ ذرا اسے دیکھ لوں۔ ایک درزی نے کہا، جی ہاں وہ لڑکا ابھی دھر سے گزرے گا۔ ذرا دیر تشریف رکھیے، بس وہ یہاں آیا ہی چاہتا ہے۔ یہ سن کر وہ شیخ جلیل بیٹھ گیا۔ محتوی دیو گزری تھی کہ ایک لڑکا پاس سے گزرا۔ درزی نے شیخ حلبی سے کہا۔ یہ لڑکا جو ایک بڑی سی تختی لیے جا رہا ہے یہی احمد بن ابن تیمیہ ہے۔ شیخ حلبی نے آواز دی۔ وہ آواز سن کر قریب آ گیا۔ شیخ نے تختی لے کر ایک نظر اس پر ڈالی۔ پھر کہا بیٹے اس تختی پر جو کچھ لکھا ہے اسے مٹا ڈالو۔ میں جو کچھ بولوں گا وہ لکھتے جاؤ۔ لڑکے نے ایسا ہی کیا۔ شیخ حلبی نے کم و بیش تیرہ حدیثیں لکھائیں۔ پھر پوچھا۔ ”کیا لکھا ہے؟“ لڑکے نے لکھنے کے بعد ایک پھپھلتی سی نظر اپنے لکھے ہوئے پر ڈالی اور تختی شیخ کی طرف بڑھا دی۔ شیخ نے تختی لے کر کہا، اب ذرا سناؤ تو کیا لکھا ہے۔ لڑکے نے فر فر وہ ساری عبارت سنادی۔ شیخ نے دوبارہ کہا، اچھا جو کچھ لکھا تھا وہ اب مٹا ڈالو۔ اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ پھر شیخ نے اپنے منتخب کیے ہوئے چند اسانید کا اعلان کیا۔ پھر کہا، پڑھو، کیا لکھا ہے تم نے؟ پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی لڑکے نے اپنے لکھے ہوئے پر ایک نظر ڈالی اور تختی شیخ کے حوالے کر دی۔ اور پھر سارا فر فر سنایا۔ شیخ حلبی یہ کمال دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا، یہ لڑکا اگر زندہ رہ گیا تو بڑا مرتبہ حاصل کرے گا۔ میری نظر سے آج تک کوئی ایسا لڑکا نہیں گزرا۔“

تکمیل تعلیم | دار الحدیث، السکریہ اور مدرسہ الحنبلیہ کے فاضل اساتذہ سے تعلیم حاصل کر کے دیوبند علی مراکز میں پانچے اور مختلف اساتذہ سے صرف، نحو، منطق، معقول و منقول، فقہ، اصول فقہ، ادب تاریخ، لغت، حدیث اور تفسیر پڑھی۔

۱۔ حیات ابن تیمیہ۔ البدہرہ صفحہ ۵۶ بحوالہ الحق والدریہ ابن الہادی صفحہ ۲۱

۲۔ امام ابن تیمیہ از برق صفحہ ۲۴



تفسیر ابن تیمیہ کا محبوب موضوع تھا اور ان کو اس سے خاص دلچسپی تھی۔ ان کا خود بیان ہے کہ انہوں نے تفسیر قرآن میں چھوٹی بڑی ۱۰۰ سے زائد کتابوں کا مطالعہ کیا۔ اس فن سے ان کو فطری مناسبت تھی۔ قرآن مجید کی تلاوت، تدبر اور مطالعہ کی کثرت سے اللہ تعالیٰ نے ان پر علوم قرآن کا خاص افاضہ فرمایا تھا۔ کتابوں کے علاوہ خود صاحب کتاب کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اور اس سے فہم قرآن اور شرح صدر کی دولت مانگتے تھے۔ اپنی طالب علمی اور اپنے تدبر فی القرآن کے طریقہ کے متعلق وہ خود بیان کرتے ہیں کہ :-

بعض اوقات ایک ایک آیت کے لیے میں نے سو سو تفسیروں کا مطالعہ کیا ہے۔ مطالعہ کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ مجھے اس آیت کا فہم عنایت ہو۔ میں عرض کرتا کہ "اے آدم و ابراہیم کے معلم! میری تعلیم فرما" میں سنسان اور غیر آباد مسجدوں اور مقامات کی طرف چلا جاتا اور اپنی پیشانی پر خاک ملتا۔ اور کہتا کہ "اے ابراہیم کو تعلیم دینے والے مجھے سمجھ عطا فرما"۔

تفسیر قرآن کے ساتھ ساتھ امام ابن تیمیہ کو فن حدیث سے بہت زیادہ شغف تھا۔ اس زمانہ کے مختلف علوم متداولہ کے ساتھ وہ بکثرت شیوخ حدیث کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیث کی مختلف کتابیں بحث و تکرار کے ساتھ پڑھتے رہے۔ حدیث میں سب سے پہلی کتاب جو امام صاحب نے حفظ کی وہ امام حمیدی کی کتاب الجمع بین الصحیحین ہے۔

امام صاحب کے شیوخ حدیث کی تعداد دو سو سے متجاوز ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن عبد البرہادی نے اس کی تصریح کی ہے۔ ان میں سے متعدد خاص خاص نام انہوں نے گنائے ہیں۔ (نوٹ از ادارہ ۱۔ ۲۴۔ اسامی کی اس فہرست کو ہم نے درج نہیں کیا۔)

۱۔ تاریخ دعوت و عزیمت جلد دوم صفحہ ۲۲ بحوالہ العنود الدرہ صفحہ ۲۶

۲۔ امام ابن تیمیہ از محمد یوسف کوکن صفحہ ۵۸

۳۔ حیات ابن تیمیہ البزبرہ صفحہ ۵۷

۴۔ حیات ابن تیمیہ البزبرہ صفحہ ۵۸۔ امام ابن تیمیہ محمد یوسف کوکن صفحہ ۵۸۔ مقالات شبلی صفحہ ۵۸

دیگر اساتذہ | محولہ بالا شیوخ کے علاوہ امام ابن تیمیہ نے بہت سے شیوخِ حدیث سے استفادہ کیا۔ انہوں نے مسند امام احمد، صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد سجستانی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارقطنی کی بار بار سماعت کی۔ جس کی وجہ سے انہوں نے حدیث پر کامل عبور حاصل کر لیا۔ یہاں تک کہ کہا جانے لگا کہ "جس حدیث کو امام ابن تیمیہ نہیں جانتے وہ حدیث ہی نہیں ہے"۔

دوسرے علومِ عصری میں کمال | حدیث کے ساتھ ساتھ دوسرے علوم و فنون، مثلاً فقہ، اصولِ فقہ، ادب، تاریخ، لغت، منطق، فلسفہ اور ریاضی وغیرہ میں خاصی دسترس حاصل کی اور ان علوم میں اس آخری حد تک کمال حاصل کیا، گویا یہی ان کا نشا اور مقصد تھا۔ عربی کا بہت کلامِ نثر و نظم اذہر کیا۔ فنِ نحو میں کمال حاصل کیا۔ کتاب سبویہ پر عبور کا یہ عالم تھا کہ اُس کا درس دیتے تھے۔ اور ساتھ ساتھ نقد کا سلسلہ بھی جاری رکھتے۔ چنانچہ کتاب کے کئی ایک مسائل ایسے تھے جن سے اختلاف تھا۔ اور اس کا برملا اظہار کرتے تھے۔

غرض ابن تیمیہ نے اپنے زمانے میں کتاب و سنت کی ترجمانی اور دین کی صداقت و برتری ثابت کرنے اور علمی و عملی گمراہیوں کو دور کرنے کے لیے ایسی وسیع اور مکمل علمی تیاری کی۔ جس کی اُس ترقی یافتہ علمی دور اور فکری و دینی انتشار کے زمانے میں ضرورت تھی۔ انہوں نے ان تمام اسلحہ کا استعمال سیکھا جن سے ان کے حریف اور مخالفین اسلام، یہود و نصاریٰ فلاسفہ اور باطنیہ مسلح تھے۔ انہوں نے وہ علمی تغیر پیدا کیا کہ ان کے معاصرین دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

ان کے مشہور حریف علامہ کمال الدین الرزمکافی ان کی علمی جامعیت اور ہمہ دانی کا اعتراف

- ۱۔ حیات ابن تیمیہ ابو زہرہ صفحہ ۵۷  
 ۲۔ امام ابن تیمیہ محمد یوسف کوکن صفحہ ۶۷  
 ۳۔ حیات ابن تیمیہ ابو زہرہ صفحہ ۵۸  
 ۴۔ تاریخ دعوت و عزیمت جلد دوم صفحہ ۲۲

ان الفاظ میں کہتے ہیں:-

ابن تیمیہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے علوم اس طرح نرم کر دیے تھے، جس طرح  
 داؤد علیہ السلام کے لیے لوہا نرم کر دیا تھا۔ جس علم کے بارے میں اُن سے  
 سوال کیا جاتا، اس طرح جواب دیتے کہ دیکھنے والا یا سننے والا یہ سمجھتا کہ وہ اس فن  
 کے سوا کچھ نہیں۔ اور یہ فیصلہ کرتا کہ اُن کی طرح کوئی اس فن کا عالم نہیں۔ ہر مذہب  
 فقر کے علماء جب ان کی مجلس میں شریک ہوتے تو اُن کو کوئی نہ کوئی ایسی چیز معلوم ہوتی  
 جو اُن کو پہلے سے معلوم نہ تھی۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ انہوں نے کسی سے مناظرہ کیا ہو اور  
 بند ہو گئے ہوں۔ جب کبھی انہوں نے کسی شرعی یا عقلی علم میں کلام کیا تو ماہرین فن سے  
 اور اس کے مخصوص عالموں سے بڑھ گئے۔ تصنیف میں بھی ان کو بی طولی حاصل تھا۔

(باقی)

۱۔ تاریخ دعوت و عزیمت جلد دوم صفحہ ۴۴ بحوالہ الکوالب الدریہ صفحہ ۱۵۔